پاکستان نیوز ہیڈ لائنز 19 اکتوبر 2018

۔آئی ایم ایف کی پالیسیوں نے پاکستان میں مہنگائی کا طوفان برپا کر دیا ہے

-پی ٹی آئی حکومت چھوٹی سی اشرافیہ کو سہولیات سے نواز رہی ہے جبکہ عام آدمی پر بوجھ بڑھاتی جا رہی ہے

-لوگوں کے مال کو ہڑپ کر جانے کو جمہوریت قانون سازی کے ذریعے قانونی قرار دیتی ہے

تفصیلات:

آئی ایم ایف کی پالیسیوں نے پاکستان میں مہنگائی کا طوفان برپا کر دیا ہے

مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے خصوصاً مارچ 2018 کے بعد سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اب تک اس مالیاتی سال کی پہلی سہ ماہی (جولائی-ستمبر 2018) میں مہنگائی کی شرح 5.6 فیصد ہے جبکہ اس عرصے کے دوران پچھلے مالیاتی سال میں یہ شرح 3.4 فیصد تھی۔ پاکستان بیورو آف اسٹیٹسٹک (پی بی ایس) کے مطابق ستمبر 2018 میں کور انفلیشن (مہنگائی) بڑھ کر 8 فیصد ہو گئی جو کہ پچھلے 4 سالوں میں سب سے زیادہ ہے اور اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مہنگائی کا دباؤ ہے جو تقریباً ہر گھر میں استعمال ہونے والی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کا باعث بن رہا ہے۔ مرکزی بینک نے مہنگائی کی شرح کے حوالے سے اپنے تخمینے میں اضافہ کر دیا ہے کیونکہ توقع سے زیادہ تیل کی بین الاقوامی قیمتوں، مقامی گیس کی قیمتوں اور منی بجٹ میں ریگولیٹری ڈیوٹی میں مزید اضافہ ہوا ہے جبکہ روپے کی شرح تبادلہ میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت نے گیس کی قیمت میں 143 فیصد تک اضافہ کیا ہے جبکہ بجلی کی قیمتوں میں اضافہ بھی جلد متوقع ہے۔ کچھ میڈیا رپورٹس کے مطابق آئی ایم ایف کو حکومت نے غیر سرکاری طور پر 2019 کے وسط تک مہنگائی کی شرح 14 فیصد تک پہنچنے سے آگاہ کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آئی ایم ایف کا کرنسی کی قدر اور توانائی اور ٹیکسوں میں اضافے کا نسخہ آنے والے دنوں میں ڈبل ڈیجٹ مہنگائی کی شرح کا باعث بنے گا۔ بیلنس آف پیمنٹ کی خراب ہوتی صورتحال میں پاکستان کے معاشی مینیجرز نے کئی ماہ پہلے سے ہی آئی ایم ایف کا بیل آوٹ منصوبہ لینے کے لیے ذہن بنا رکھا تھا اور اس کے مطابق انہوں نے معاشی فیصلے کرنے شروع کر دیے تھے۔ کرنسی کی قدر میں تین بار مسلسل کمی کی وجہ سے آئی ایم ایف سے قرضے کی منظوری کے بعد روپیہ مزید اپنی قدر کھوئے گا۔ مہنگائی کے حوالے سے پریشانی کا سبب یہ ہے کہ گھریلو استعمال کی اشیاء کی قیمتیں درآمدی اشیاء کی قیمتوں سے متاثر ہوتی ہیں جو کہ کرنسی کی قدر میں کمی کی وجہ سے تیزی سے بڑھتی ہیں۔ طویل مدت تک زیادہ مہنگائی ملکی اشیاء کی بین الاقوامی مارکیٹوں میں مقابلے کی صلاحیت میں کمی کا باعث بنتی ہے اور اس طرح برآمدات میں کمی آتی ہے اور تجارتی خسارے میں کمی کی حکومتی کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی صورت میں مزید کرنسی کی قدر میں کمی لازمی ہو جاتی ہے اور جس سے مہنگائی میں بھی مزید اضافہ ہو گا۔ لہٰذا جمہوری سرمایہ دارانہ ریاستیں کرنسی کی قدر میں کمی اور مہنگائی کی شرح میں اضافے کے ایک شیطانی دائرے میں پھنس جاتی ہیں اور غریبوں کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔

آئی ایم ایف یہ چاہتا ہے کہ قرض لینے والا ملک ترقیاتی منصوبوں پر کم خرچ کرے اور ٹیکسوں اور بجلی و گیس کی قیمتوں میں اضافہ کرے جبکہ قرضوں کی واپسی اور دوسری معاشی پالیسیوں پر عمل درآمد ترجیح رہنی چاہیے۔ اس کے بعد آئی ایم ایف یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قرض لینے والا ملک اپنے لوگوں کا معیار زندگی کا پیمانہ کم کرے۔ آئی ایم ایف کا سبسڈیز (زر تلافی) اور رفاہی اخراجات میں کمی کے نسخے کے ساتھ بلواسطہ ٹیکسوں اور بجلی و گیس کی قیمتوں میں اضافے کا بھی مطالبہ کرتا ہے جس سے اشیاء کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ آئی ایم ایف کے نسخے کی وجہ سے تقریباً ہمیشہ ہی مہنگائی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس سے کوئی بھی شے محفوظ نہیں ہوتی۔

لہٰذا آئی ایم ایف کا نسخہ مسئلے کو مزید گھمبیر بنا دیتا ہے کیونکہ آئی ایم ایف جو حل دیتا ہے ان کی بنیاد ریاضی کے مفروضے ہوتے ہیں۔ آئی ایم ایف اس مسئلے کو ایک حسابی مساوات (ایکویشن) سمجھتا ہے اور اس کی دو اطراف کے درمیان توازن کو قائم کرنے کے لیے کام کرتا ہے۔ تو وہ اس مساوات کے ایک بڑھے ہوئے حصے کو گھٹاتا یا گھٹے ہوئے حصے کو بڑھاتا ہے اور اس مسئلے کے حل کا انسان کے ساتھ کیا تعلق ہے اسے دیکھتا ہی نہیں ہے جو کہ اس کے نسخے کی وجہ سے معاشی مشکلات کا شکار ہو گا۔ مثال کے طور پر محاصل کو بڑھانے کے لیے آئی ایم ایف ٹیکسوں میں اضافے کا کہتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ قرض لینے والے ملک میں ٹیکس کی شرح پہلے ہی اس مقام پر پہنچ چکی

ہے جس سے زیادہ ادا کرنا لوگوں کے لیے ممکن نہیں ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ قرض لینے والے ملک میں اشیاء کی قیمتیں پہلے سے ہی زیادہ ہوتی ہیں اور اس کے پیش کردہ حل کی وجہ سے قیمتوں میں اس قدر اضافہ ہو جائے گا کہ کئی لوگوں کی قوت خرید ہی ختم ہو جائے گی۔ لیکن اس کے باوجود آئی ایم ایف ضروری اشیاء، روٹی، دودھ، گندم، چینی، ادویات، توانائی، پر بھی زر تلافی (سبسڈی) کے خاتمے کا مطالبہ کرتی ہے۔ آئی ایم ایف اچھی طرح سے جانتی ہے کہ قرض لینے والے ملک کی برآمدی اشیاء کی پیداواری استعداد کمزور ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود کرنسی کی قدر میں کمی کا مطالبہ کرتی ہے اور اس طرح سے قیمتوں میں مزید اضافہ ہوتا ہے اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک مخلص مسلم قیادت آئی ایم ایف کے تمام مطالبات کو مسترد کر دے اور معیشت کو اسلام کی مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،

يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُوٓاْ إِن تُطِيعُواْ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُواْ خَاسِرِينَ

"مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لوگے تو وہ تم کو الٹے پاؤں پھیر کر (مرتد کر) دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے" (آل عمران:149)۔

پی ٹی آئی حکومت چھوٹی سی اشرافیہ کو سہولیات سے نواز رہی ہے جبکہ عام آدمی پر بوجھ بڑھاتی جا رہی ہے

اسٹاک مارکیٹ کی مندی کو ختم کرنے کے لیے حکومت نے شئیرز کی خرید و فروخت پر ایڈوانس انکم ٹیکس اور کیپیٹل گین ٹیکس کی شرح میں کمی کا فیصلہ کیا ہے۔ پاکستان اسٹاک ایکسچینج کا انڈیکس اس ماہ کے پہلے دو ہفتوں میں 10 فیصد یعنی 4200 پوائنٹس گر گیا اور دو سال کی کم ترین سطح پر پہنچ گیا۔ 15 اکتوبر 2018 کو پی ایس ایکس کے اسٹاک بروکرز کی ایسوسی ایشن کے وفد نے وزیر خزانہ اسد عمر، وزیر مملکت برائے مالیات حماد اظہر اور سیکیورٹی اینڈ ایکسچینج کے چیرمین شوکت حسین سے ملاقات کی جس کے بعد حکومت نے اسٹاک بروکرز کے مطالبات کو ماننے کا اعلان کیا۔

پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) حکومت چھوٹی سی سرمایہ دار اشرافیہ کو سہولیات فراہم کر رہی ہے جبکہ عام آدمی پر مزید بوجھ ڈال رہی ہے جس کی کمر پہلے سے پڑے بوجھ سے جھکی ہوئی ہے۔ حال ہی میں حکومت نے عام آدمی کے لیے گیس کی قیمت میں اضافہ کیا ہے جس کی وجہ سے ٹرانسپورٹ کے کرایوں اور ساتھ ہی ضروری اشیاء کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو گیا جبکہ گیس پیدا کرنے والی کمپنیوں کے نفع میں زبردست اضافہ ہو گیا جنہوں نے پہلے ہی سال 18-2017 کے مالیاتی سال میں ریکارڈ منافع کمایا ہے۔ اس طرح اب جبکہ ضمنی انتخابات کا مرحلہ گزر گیا ہے تو حکومت کی اکنامک کو آرڈینیشن کمیٹی بجلی کی قیمت میں اوسطاً دو روپے فی یونٹ کا اضافہ کرنے جا رہی ہے جبکہ کے-الیکٹرک اور حب پاور جیسی پاور کمپنیاں زبردست نفع کما رہی ہے جنہوں نے بلترتیب 32 اور 12 ارب روپے کا ریکارڈ منافع کمایا ہے۔ پاکستان میں چھوٹی سے سرمایہ دارانہ اشرافیہ کو نوازنا اور عام آدمی پر کمر توڑ بوجھ ڈالنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اسی طرح پوری دنیا کی جمہوریتوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ جمہوریت نے منتخب نمائندگان کے ایک چھوٹے سے گروہ کو قوانین بنانے کا اختیار دیا ہوا ہے۔ یہ چھوٹا سا گروہ انتخابات جیتنے کے لیے اربوں روپے خرچ کرتا ہے۔ اور جب یہ منتخب ہو جاتے ہیں تو اپنے یا اپنے سرپرستوں کے فائدے کے لیے قوانین بناتے ہیں۔ 2014 میں پرنسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر مارٹن گیلنز اور نارتھ وسٹرن یونیورسٹی کے پروفیسر بینجمن کی ایک تحقیق میں دنیا کی سب سے زبردست جمہوریت، امریکا، کے متعلق کہا کہ "کئی زاویوں سے کیے جانے والے تجزیے سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ معاشی اشرافیہ اور منظم گروہ کاروباری مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان کی امریکی حکومت کی پالیسیوں پر بہت زیادہ اثرات ہوتے ہیں جبکہ عام شہری اور عوام کے مفادات کی نگہبانی کرنے والے گروہوں کا یا تو سرے سے کوئی اثر ہی نہیں ہے یا وہ اثر بہت ہی محدود ہے"۔

لہٰذا جمہوریت نے خود یہ ثابت کیا ہے کہ یہ اشرافیہ کا، اشرافیہ کے لیے اشرافیہ پر نافذ ہونے والا نظام ہے۔ صرف اسلام کا معاشی نظام خلافت کے نظام حکمرانی کے سائے میں پاکستان کے معاشی مسائل کو حل کر سکتا ہے۔ دولت کی تقسیم کی بنیادی پالیسی نافذ کر کے یہ نظام عام آدمی کے بوجھ کو کم اور پھر ختم ہی کر دے گا۔ اسلام دولت کی تقسیم پر توجہ مرکوز کرتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،

كَيْ لاَ يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

"اور ان کی دولت ان کے امیروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے" (الحشر:7)۔

اسلام توانائی، ٹیکسیشن، سرمایہ کاری، کرنسی، زراعت اور صنعت کے حوالے سے منفرد قوانین دیتا ہے جو ہر ایک فرد کو اس قابل کرتا ہے کہ وہ اس میں سے اپنا حصہ دوسرے کو اس کے حصے سے محروم کیے بغیر لے سکے۔ مثال کے طور پر اسلام تیل، گیس، معدنیات جیسا کہ کوئلے جیسے وسیع ذخائر اور ان سے حاصل ہونے والی دولت کو عوامی ملکیت قرار دیتا ہے اور جنہیں کسی صورت نجی ملکیت میں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام نے غریب کو ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا ہے۔ اسلام نے

سونے اور چاندی کو کرنسی قرار دے کر مہنگائی کی بنیادی وجہ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اسلام نے زرعی زمین کی کاشت کو لازمی قرار دیا ہے اور اگر اس پر تین سال مسلسل کاشت نہ کی جائے تو اس کا مالک اس کی ملکیت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ اقدامات اور اس طرح کے درجنوں احکامات دولت کے ارتکاز کو روکتے ہیں اور اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ غریب مزید غریب نہ ہو۔

لوگوں کے مال کو ہڑپ کر جانے کو جمہوریت قانون سازی کے ذریعے قانونی قرار دیتی ہے

16 اکتوبر 2018 کو سپریم کورٹ کی تین رکنی بینچ جس کی سربراہی چیف جسٹس آف پاکستان میاں ثاقب نثار کر رہے تھے یہ حکم جاری کیا کہ موبائل فون کے پری پیڈ صارفین کو جو سہولت فراہم کرنے کا عدالت نے اس سے پہلے حکم دیا تھا اسے جاری رکھا جائے۔ عدالت نے حکومت اور موبائل فون کی سروس فراہم کرنے والی کمپنیوں کو حکم دیا کہ وہ صارفین سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کریں جب تک اس مسئلے کے حوالے سے کوئی باقاعدہ قانون سازی نہ ہو جائے۔ جون 2018 میں عدالت نے موبائل نیٹ ورک فراہم کرنے والی کمپنیوں اور فیڈرل بورڈ آف ریوینیو کو پری پیڈ کارڈ پر سروس ٹیکس وصول کرنے سے یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ یہ غیر قانونی اور استحصالی ہے۔ عدالت کے حکم سے پہلے صارفین 10 فیصد سروس ٹیکس کے ساتھ ساتھ 5.5 فیصد ویدہولڈنگ ٹیکس اور 19 فیصد سیلز ٹیکس ادا کر رہے تھے۔ ان ٹیکسوں کی کٹوتی کے بعد 100 روپے کے پری پیڈ کارڈ پر صارف کو صرف 64 روپے استعمال کرنے کے لیے میسر ہوتے تھے۔

جمہوریت میں حکومت کو لوگوں کے مال کو ہڑپنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے عمل کے حق میں قانون سازی کر سکتی ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ حکومت نے اپنے عمل کو قانونی بنانے کے لیے قانون سازی نہیں کی ہوئی تو اس طرح سے عدالت نے حکومت کو ایک راہ فراہم کر دی ہے۔ لہٰذا جب ایک بار نیا قانون بن جائے گا تو حکومت جس طرح مناسب سمجھے گی لوگوں کے مال کو ہڑپ کر سکے گی۔ جمہوریت میں ایک معقولہ بہت مشہور ہے کہ "بغیر نمائندگی کے کوئی ٹیکس نہیں لیا جا سکتا" (No Taxation Without Representation)۔ اس طرح بنیادی طور پر منتخب حکومت کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ قانون سازی کر کے لوگوں کے ذاتی مال سے دولت لے سکتی ہے اور اس کا ڈاکا قانونی قرار پاتا ہے۔ یہ وہ بنیادی وجہ ہے کہ معاشرے کے دولت مند اور طاقتور افراد حکمرانی کا حصہ بننے کی خواہش اور کوشش کرتے ہیں۔ حکمرانی میں آنے کے بعد وہ اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ ٹیکسوں کا بوجھ عام عوام پر پڑے اور دولتمندوں کو ٹیکس سے استثناء حاصل ہو۔

اسلام کسی کو بھی قانون سازی کا حق اور اختیار نہیں دیتا، لہٰذا حکمران یہ فیصلہ اور قانون سازی نہیں کر سکتا کہ لوگوں کی ذاتی دولت کے کس حصے کو ہڑپ کر کے ریاست کے امور چلانے کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اسلام نے لوگوں کے ذاتی مال کو ایک خصوصی تقدس اور حرمت دی ہے۔ لوگوں کی ذاتی دولت کے کسی بھی حصے کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں لیا جا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا** "بے شک تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزتیں ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ اس دن (عرفہ) کی اس شہر مکّہ اور اس مہینے (ذوالحجہ) کی حرمت ہے"۔ یہ ایک عام خطاب ہے جس میں تمام انسان شامل ہیں۔ اس لیے کسی بھی شخص سے خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کا مال چھیننا حرام ہے سوائے شرعی سبب کے اور ریاست کے لیے بھی بغیر شرعی سبب کے کسی شہری کا مال لینا حرام ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ رعایا کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر ایسا کر سکتی ہے کیونکہ ریاست کا کام لوگوں کے امور کی دیکھ بھال شرعی احکامات کے مطابق کرنا ہے نہ کہ لوگوں کے مفاد کے مطابق ان کے امور کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ لہٰذا جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو اس کو حلال کرنے کا ریاست کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو یہ بہت بڑا ظلم ہو گا اور اس کا احتساب کیا جائے گا اور وہ مال واپس مالک کو دیا جائے گا۔ لہٰذا خلافت میں سروس ٹیکس، ویدہولڈنگ ٹیکس اور سیلز ٹیکس نہیں ہوں گے۔